مولانا عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخی خدمات

(دوسری قسط)

مفتی محمد رضا انصاری

مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ علمائے احناف کے احوال مرتب کرنے کا بیڑا اُٹھالیا تھا، لیکن ایک سوال ان کے سامنے یہ آ گیا:

''اگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے لے کر اپنے زمانے تک کے تمام علمائے احناف کے حالات کو عہد بہ عہد ایک کتاب میں جمع کر دیتا ہوں تو وہ اتنی ضخیم ہوجائے گی کہ اس سے سوائے خاص خاص لوگوں کے اور کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا، تو میں نے یہ پسند کیا کہ ایک ضخیم کتاب میں علمائے احناف کے احوال کو جمع کرنے کے بجائے متعدد کتابوں اور الگ الگ رسالوں میں ان کو بانٹ دوں، تاکہ ان سے نفع اٹھانا مشکل نہ رہے۔''①

پھر اسی تجویز کردہ پروگرام کے مطابق مولانا نے علمائے احناف اور مصنفین کے احوال وتراجم کو الگ الگ کتابوں میں بانٹ کر مرتب کرنا شروع کر دیا، فقہ حنفی کی معتبر اور متداول کتاب ہدایہ پر انہوں نے مقدمۃ الہدایہ اور مذیلۃ الدرایہ دو مختلف مقدمے لکھے اور ان میں ان تمام اشخاص وافراد کے حالات جمع کر دیئے جن کا کسی نہ کسی عنوان سے اصل کتاب میں ذکر آیا ہے، انہوں نے فقہ حنفی کی قدیم ترین کتاب ''**الجامع الصغیر**'' پر ایک مبسوط مقدمہ ''**النافع الکبیر من یطالع الجامع الصغیر**'' کے نام سے لکھا اور اس میں جامع صغیر کے تمام شارحین کا فقہ حنفی کے تمام مشہور متنوں کے مصنفین کا، حنفی فقہ کی متداول اور مروج کتابوں کا اور ان میں معتبر اور نامعتبر کی تعیین کا، فقہائے احناف کے طبقات کا اور عہد رسالت ﷺ سے لے کر مجتہدین کے عہد تک فقہ کے ارتقاء کا، اس طرح فقہ حنفی کی تاریخ کا مفصل ذکر کر دیا، پھر فقہ حنفی کی رائج کتاب شرح وقایہ کی طرف انہوں نے توجہ کی اور ''**عمدۃ الرعایۃ فی حل شرح الوقایۃ**'' کے نام سے موسوم اپنے حاشیہ کے مقدمے میں نہ صرف شرح وقایہ میں مذکور اشخاص، علماء ومصنفین، صحابہؓ وتابعینؒ اور علمائے احناف وشوافع وغیرہ کا تفصیلی ذکر کیا، بلکہ جن جن حضرات نے شرح وقایہ کی پوری کتاب یا اس کے بعض مباحث پر حواشی لکھے، اصل متن وقایہ کی جن دوسرے حضرات نے

نہیں ہے۔ مولانا کی اتنی کثیر تصانیف میں آپ یہ کہیں نہیں پائیں گے کہ انہوں نے اپنی کہی کسی بات کو کہیں بھی دہرایا ہو، اور اپنی معلومات کو مکرر سہ کرر پیش کیا ہو۔'' ⑥

اس z بالشان تصنیف پر مولانا نے H وقت صرف کیا، اس کا صحیح علم ہو جانے پر حیرت اور بڑھ جاتی ہے، انہوں نے طبقات کفویؒ سے تراجم واحوال کے اخذ کرنے میں صرف ایک مہینہ صرف کیا (جمادی الثانیۃ ۱۲۹۱ھ) اس وقت وہ اپنے وطن لکھنؤ میں مقیم تھے اور ماخوذ مواد پر مولانا نے جو گراں قدر اضافے ''الفوائد البهية '' کے متن میں کیے ان میں صرف چار ماہ صرف کیے، اس وقت وہ حیدر آباد میں مقیم تھے، اس طرح اس شاندار علمی خدمت سے وہ پانچ ماہ میں فارغ ہو گئے ⑦۔ اور اس کے حواشی ''التعليقات السنية '' کی تحریر سے اس کے ایک سال کے بعد فرصت پائی ⑧۔ تعلیقات کا آغاز کب کیا تھا؟ اس کی وضاحت نہیں ملتی، یہ صراحت ضرور ملتی ہے کہ اس تصنیف اور اس کی تعلیقات کی تالیف کے دوران پانچ ماہ مولانا نے سفرحج و زیارت میں صرف کیے، اس طرح جمادی الثانیہ ۱۲۹۳ھ میں تعلیقات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہیں۔ یہی نہیں کہ ان محدود ے چند مہینوں میں مولانا اسی ایک تصنیف میں مصروف رہے ہوں، ان کی اپنی ہی تحریروں سے ظاہر ہے کہ وہ ایک ساتھ کئی کئی موضوعات پر جو باہم بالکل متضاد ہوا کرتے تھے، اہم تصانیف کرنے میں لگے ہوتے تھے، اسی ''التعليقات السنية '' کی تالیف کے دوران مولانا اصول حدیث کی اپنی مشہور تالیف میں بھی مصروف تھے جو ''ظفر الأماني '' کے نام سے مشہور ہے۔ ⑨ اور اس کے علاوہ دوسری کتابیں بھی اسی دوران زیر تصنیف تھیں۔

اس مضمون کی تحریر کے وقت ''الفوائد البهية '' کا تیسرا ایڈیشن پیش نظر ہے، جو مولانا کی وفات کے بعد ان کے داماد مفتی محمد یوسفؒ نے اپنے مطبع یوسفی پریس لکھنؤ سے ۱۸۹۵ء میں شائع کیا تھا، یہ بڑے سائز یعنی ۱۲/۱ انچ اور ۸/۱ انچ E چوڑے صفحے کے ۹۸ صفحات کی ہے، ٹائیٹل اور فہرست مضامین کے چھ صفحے جوڑنے کے بعد مجموعی تعدادِ صفحات ایک سو چار ہو جاتی ہے، ہر صفحے پر ۳۱ سطریں صرف متن کی ہیں، حواشی اس کے علاوہ ہیں۔

اس کتاب کو اگر اس طرح چھاپا جائے جس طرح دائرۃ المعارف (حیدر آباد) کی مطبوعات ہیں یا جس طرح آج کل مشرق وسطیٰ کی عربی مطبوعات چھاپی جارہی ہیں تو بلا شبہ متن اور حواشی É ۹۸ صفحات پر پھیلا ہوا مواد ایک ہزار صفحات پر آئے گا، زیر نظر ایڈیشن کی کتابت بھی باریک ہے اور خط بھی نستعلیق ہے جو نسخ یا ٹائپ کے اعتبار سے بہت کم جگہ لیتا ہے۔ حواشی ''التعليقات السنية '' کا نستعلیق خط اس قدر باریک ہے کہ ادھیڑ عمر والوں کو اس کا پڑھنا بھی آسان نہیں ہے۔

مولانا کی یہ تصنیف اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی حیات میں اور اس کے بعد بار بار ہندوستان میں چھپی، مصر میں بھی اس کی قدر کی گئی اور وہاں بھی بیسویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں اسے چھاپا گیا اور ابھی تین

چار سال ہوئے بنارس کے ایک ناشر نے اسے پھر شائع کیا ہے، اس لیے کہ بازاروں میں مل نہیں رہی تھی۔

آج بھی جب کہ تاریخی تحقیقات بہت دور تک جا چکی ہیں، علمی دنیا ''الفوائد البهية'' سے مستغنی نہیں ہوسکی ہے، مشرق وسطیٰ خاص کر مصر میں آج بھی فقہ اور اربابِ فقہ کے سلسلے میں جو تحقیقی کام ہو رہے ہیں اور کتابی شکل میں یہاں پہنچ رہے ہیں، ان میں سے مشکل ہی سے کوئی ایسا کام ہوگا جو ''الفوائد البهية'' کے حوالے سے خالی ہو، ابوزہرہؒ ہوں یا عبدالقادر حسن، عبدالعزیز عامر ہوں یا یوسف موسیٰ یا ڈاکٹر صبحی محمصانی، مشرق وسطیٰ کے ان نامور محققین کی تصانیف اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کی جاسکتی ہیں، یہ بھی پیش نظر رہنا چاہیے کہ ''الفوائد البهية'' اور اس کی تعلیقات کی تالیف سے جب مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ فارغ ہوئے، اس وقت ان کی عمر صرف ۲۸ / سال ۷ / ماہ تھی۔

حواشی وحوالہ جات

① ...... الفوائد البهية فی تراجم الحنفية، ص: ۸-۹، تیسرا ایڈیشن، مطبوعہ یوسفی پریس لکھنؤ، ۱۸۹۵ء

② ...... مقدمۃ عمدۃ الرعایۃ، ص: ۳۰، مطبوعہ اصح المطابع واقع لکھنؤ، ۱۳۰۷ھ

③ ...... الفوائد البهية فی تراجم الحنفية، ص: ۸، تیسرا ایڈیشن، مطبوعہ یوسفی پریس لکھنؤ، ۱۸۹۵ء

④ ...... ایضاً، ص: ۹۔

⑤ ...... اس واقعہ کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا، مذکورہ مناظرے کے حَکَم نعمان الدین خوارزمی کے بیٹے عبدالجبارؒ تیمور کے ساتھ تھے، جب وہ فتوحات کرتا ہوا حلب میں داخل ہوا، فاتح حلب کے پاس شہر کے علماء اور قضاۃ حاضر ہوئے، بادشاہ نے ترجمان کے ذریعہ -اور ترجمان یہی مولیٰ عبدالجبار بن نعمان خوارزمی تھے- علماء وقضاۃ سے سوال کیا - یہی سوال وہ اپنے مفتوحہ علاقوں سمرقند، بخارا اور ہرات کے علماء سے بھی کر چکا تھا اور حسب مرضی جواب نہ ملنے پر ان علماء پر ظلم وستم کر چکا تھا بعضوں کو قتل تک بھی - یہ بتاؤ کہ ہماری فوج اور مفتوحہ فوج کے مقابلے میں ادھر سے بھی لوگ قتل ہوئے ادھر سے بھی، دونوں طرف کے مرنے والوں میں، شہید کس طرف کے لوگ ہیں؟ قاضی شرف الدین الانصاری شافعیؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا برجستہ جواب القاء فرمادیا اور میں نے عرض کیا کہ یہی سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پوچھا گیا تھا اور آپ نے جو جواب دیا تھا، وہی میں بھی جواب دیتا ہوں، تیمور ہمہ تن گوش ہوکر مجھے گھور گھور کر دیکھنے لگا اور مولیٰ عبدالجبار نے گویا میرا مضحکہ کرتے ہوئے پوچھا ''اچھا! تو وہ جواب فرمائیے'' میں نے کہا: ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ایک شخص بہادری اور جذبے سے اس لیے لڑتا ہے کہ اس کا نام ومرتبہ لوگ جان جائیں تو راہِ خدا میں لڑنے والا مانا جائے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے لڑتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام بلند ہو وہی اللہ کی راہ میں لڑنے والا ہے، اس کے بعد میں نے تیمور سے کہا کہ ''ہماری طرف سے اور تمہاری طرف سے قتل ہونے والوں میں شہید ہر وہ آدمی ہے جو اللہ کا نام بلند کرنے کے لیے لڑا'' تیمور بولا: ''خوب! خوب!'' اور مولیٰ عبدالجبار نے کہا: ''کیا عمدہ جواب آپ نے دیا ہے۔''

⑥ ...... مقدمہ الاجوبۃ الفاضلۃ، ص: ۱۴، مطبوعہ حلب (شام) ۱۹۶۴ء

⑦ ...... الفوائد البهية، ص: ۹

⑧ ...... التعليقات السنية علی الفوائد البهية، ص: ۱۰۴، مطبوعہ یوسفی پریس، تیسرا ایڈیشن، ص: ۱۸۸۵ء

⑨ ...... ایضاً

(جاری ہے)